روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ ۱۶ تبوک ہش ۱۳۷۱ ۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپس میں جلد صلح کرو

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ۔"

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تھی اور نہ کوئی چیز بُری ہے لیکن بد استعمالی بُری بنا دیتی ہے۔ مثلاً ریاء ہی کو لو۔ یہ بھی دراصل بُری نہیں کیونکہ اگر کوئی کام محض خدا تعالیٰ کے لئے کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس نیکی کی تحریک دوسروں کو بھی ہو تو یہ ریاء بھی نیکی ہے۔

ریاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دنیا کے لئے۔ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آگیا۔ اس کے خیال اور لحاظ سے نماز کو لمبا کرنا شروع کر دیا۔ ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں پر ایسا رُعب پڑ جاتا ہے کہ وہ بھول بھول جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم ریاء کی ہے جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بھوک کے وقت روٹی کھاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے نماز کو سنوار کر پڑھتا ہے وہ ریاء میں داخل نہیں۔ بلکہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ غرض ریاء کے بھی محل ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۴۳)

فہرست وفات یافتگان

جن کا جنازہ غائب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ اگست ۹۲ء کو بیت الفضل لندن میں پڑھایا۔

۱۔ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مربی سلسلہ
۲۔ " حافظ عبد السلام صاحب سابق وکیل اعلیٰ۔
۳۔ مکرم حکیم علی احمد صاحب سابق معلم اصلاح وارشاد۔
۴۔ مکرمہ سلمہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری ہدایت علی خان صاحب آف بگول۔
۵۔ مکرم عبد اللطیف ستکوہی صاحب لاہور
۶۔ مکرمہ خدیجہ ناز صاحبہ اہلیہ مکرم شہادت علی صاحب عاجز۔ مربی سلسلہ۔
۷۔ مکرم رانا محمد شریف خانصاحب وسن کے ضلع سیالکوٹ۔
۸۔ مکرم سرفراز احمد خانصاحب شیرواتی سیالکوٹ۔
۹۔ مکرم مولوی محمد تقی صاحب ربوہ
۱۰۔ " سید ناصر احمد شاہ صاحب ابن حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب۔
۱۱۔ مکرمہ والدہ صاحبہ محمد اسلم راشد صاحب۔ بیوہ چوہدری نور احمد صاحب ربوہ۔
۱۲۔ مکرم ٹھیکیدار غلام محمد صاحب۔ خادم (والد مکرم ضیاء اللہ صاحب مبشر مربی سلسلہ)
۱۳۔ مکرمہ مختاراں بی بی صاحبہ ربوہ والدہ مکرم محمود احمد صاحب کارکن دفتر وصیت)
۱۴۔ مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (والدہ مکرم کلیم احمد صاحب قریشی)

رکشتِ خون نہیں کُشتِ خون

اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر بنائیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مَیں نے بارہا نصیحتیں کی ہیں کہ اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔ اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے کس طرح میں نے بار بار آپ کو سمجھایا ہے کہ ساسوں کو چاہیئے کہ دوسروں کی بیٹیاں جب اپنا گھر چھوڑ کر ان کے گھر آجاتی ہیں تو وہ ان پر رحم کیا کریں۔ اپنی بیٹیاں سمجھا کریں اور بہوؤں کو سمجھایا ہے کہ تم اپنے دوسرے گھروں میں جاکر اپنی ماں کی طرح سلوک کیا کرو لیکن اس کے باوجود لوگ سنتے ہیں اور شاید دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں یا سنتے ہی نہیں اور محض ظاہری طور پر کانوں کے پردے مرتعش ہوتے ہیں کیونکہ یہ شکائتیں پھر بھی آتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے تکلیف دہ خط بعض بچیوں کے ملتے ہیں کہ ہم گئیں۔ ہماری جو نسبتی بہنیں ہیں وہ اس طرح سلوک کرتی ہیں گویا کہ میں نے ان کے بھائی پر ڈاکہ ڈالا ہوا ہے۔ اور وہ جب تک مجھے ذلیل و رسوا نہ کردیں کہ یہ ہمارا زیادہ ہے اور تمہارا کم ہے اس وقت تک ان کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ ساسیں ہیں جو ہر وقت میرے خاوند کے کان بھرتی رہتی ہیں یا ہمارے خاوندوں کے۔ کئی خطوط اس قسم کے ملتے ہیں کہ جب تک تم اس کو رسوا کرکے ذلیل کرکے میرے سامنے جھکاؤ نہیں تم میرے بیٹے نہیں اور اس میں یہ نقص ہے اور اس میں وہ نقص ہے۔ اس کے برعکس دوسری طرف سے بھی شکائتیں ملتی ہیں تو وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی۔ اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا۔ اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کو کسی قسم کی جائز شکایت پہنچی ہو۔ پھر دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہیں ۔۔۔ آج دنیا میں احمدیت کا دوسروں سے یہ فرق ہے جو ظاہر ہونا چاہیئے ۔۔۔ پس احمدی اگر اخلاق کو قائم نہیں کریں گے تو کیسے خدا کو پائیں گے۔ ایک ایسا شخص جو بدخلقی سے باز نہیں آتا۔ گندی زبان استعمال کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنے بھائی سے حقارت سے پیش آتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں سے ظلم کا سلوک کرتا ہے۔ خیال نہیں کرتا کہ ان کے بھی دل ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے بھی احساسات اور جذبات ہیں پھر وہ باتیں لقاء کی کر رہا ہو۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶۔ تبوک ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۹۲ء

مال و دولت کا استعمال

غلط استعمال تو کسی چیز کا بھی اچھا نہیں ۔ بُرے نتائج پیدا کرتا ہے ۔ اور بعض اوقات تکلیف دہ نتائج بھی ۔ دنیا میں پائی جانے والی ہر چیز کسی نہ کسی رنگ میں مفید ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے استعمال اور فائدے کے لئے پیدا کی ہے لیکن اس کے استعمال کے طریق پر غور کرنا ہمارا فرض ہے ۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل عطا فرمائی ہے کہ غور کیا جائے اور سوچا جائے اور بہتر طریق استعمال کام میں لایا جائے ۔

کہتے ہیں کہ جو چیز جتنی زیادہ مفید ہے اس کا غلط استعمال اتنا ہی زیادہ نقصان دہ ہے ۔ ریل گاڑی کی مثال بھی دی جاتی ہے ۔ کہ انجن کتنا مفید ہے ۔ سیدھا چلے تو سفر طے کروا دیتا ہے ۔ اور اُلٹ جائے ۔ خدا نخواستہ ۔ تو جانوں کے زیاں کا باعث بن جاتا ہے ۔ سوچنے لگیں تو ہر چیز کے متعلق ایسی باتیں سامنے آئیں گی ۔

نقصان کو دیکھ کر چیز کا استعمال ترک کر دینا کوئی دانشمندی نہیں ہے صحیح استعمال کیجئے اور صحیح فائدہ اٹھائیے ۔ ترک کر دینے سے نقصان کا تو احتمال نہیں رہے گا ۔ لیکن اس سے فائدہ حاصل کرنے سے بھی تو محروم رہ جائیں گے ۔ اور یہ نقصان سے بچنے سے نسبتاً زیادہ نقصان کا باعث ہو گا ۔

مال و دولت ہی کو لیجئے ۔ کون چاہتا ہے کہ اس کے پاس مال و دولت نہ ہو ۔ لوگ شب و روز اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور کوشش کرتے ہی رہتے ہیں ۔ اسے مفید گردانتے ہیں اور پیچھے دوڑتے ہیں ۔ مشکل سے مشکل کام کر کے بھی مال و دولت کی خواہش کو پورا کرتے ہیں ۔ اور واقعی یہ ہے بھی مفید چیز ۔ اور اس کی آرزو انسانی فطرت میں داخل ہے اور اس کے حصول کے لئے کوشش اسی فطرت کے تقاضے کو پورا کرنے کا عمل ہے ۔ مال و دولت اپنے لئے بھی مفید ہے اور اگر انسان سوچے تو کسی ایک فرد کا مال و دولت معاشرے کے لئے بھی مفید ہے ۔ پُل بنا ، چاہ بنا ۔ والی جو بات ہے ۔ وہ اسی طرح ممکن ہے کہ کسی کے پاس مال و دولت ہو ۔ جبھی تو وہ پُل بنا سکے گا ۔ اور راستوں میں کنوئیں بنوا سکے گا ۔ لیکن مال و دولت کا غلط استعمال اپنے لئے بھی مضرت رساں ہے اور دوسروں کے لئے بھی عذاب کا باعث ہے ۔ ذرا اس پر غور کیجئے کہ مال و دولت کو لوگ کس کس طرح تکلیف کا باعث بنا لیتے ہیں ۔ یہ بات بہت قابلِ غور ہے ۔

تباہ کاریٔ سیلاب سے بچا ہے کون
مگر جو بات ہے دُکھ درد کی وہ ہے یہ بات
ہر ایک شخص سمجھتا ہے اور جانتا ہے
کہ شہر بچ گئے برباد ہو گئے دیہات

ـــــ الوالاقبال

چلو کہ چل کے تقاضائے یادِ یار کریں
پھر ایک بار غمِ آمدِ بہار کریں

چمن میں دیکھیں کہ گُل مُسکرا رہے ہونگے
چمن میں چل کے ذرا دل کو سوگوار کریں

ہمارے پاس اب اپنا تو کچھ نہیں باقی
تو نذرِ یار چلو عمرِ مستعار کریں

جلائیں دل میں پُرانی محبّتوں کے چراغ
یہ داغ داغ ہے کچھ اور داغدار کریں

دل و دماغ ہوں پھر لذّت آشنائے جنوں
گذر گئے ہیں جو لمحات وہ شمار کریں

قفس ہے پھر بھی قفس ، باوجود نغمہ ولے
رہِ فرار کوئی ہو تو اختیار کریں

جو ہمسفر سرِ منزل پہنچ گئے ناہیدؔ
انہیں کہو کہ وہاں میرا انتظار کریں

عبدالمنان ناہیدؔ

والدین کا خود متقی ہونا ضروری ہے

حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

" جب تک اَولاد کی خواہش اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول ہے ۔ بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّئات رکھنا جائز ہو گا لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہو گا ۔ جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے ۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متّقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے ۔ صالح اور متّقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ بناوے ۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۷۰ ، ۲۷۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

علمی مسائل

صدقہ میں وہ تمام اخراجات شامل ہیں جو ردّ بلا کی غرض سے اور مصیبت کے وقت میں یا مصیبتوں کو دور رکھنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اسی کی ایک قسم کو نذر کہتے ہیں۔ اس میں اور عام صدقہ میں یہ فرق ہے کہ عام صدقہ تو اس خرچ کو کہتے ہیں جو ردّ بلا کی امید میں کیا جاتا ہے۔ اور نذر اس صدقہ کو کہتے ہیں جس کا وعدہ اس صورت میں کیا جائے کہ اگر فلاں مشکل دور ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو یہ خرچ کروں گا۔ یا فلاں عبادت بجالاؤں گا۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ صاحب ایمان نذر کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی جب کسی خیرات یا نیک عمل کا عہد کرتے ہیں کہ ردِّ بلا یا حصول مقصود کے بعد کریں گے تو اس عہد کو پورا کرتے ہیں۔ صلحاء (—) میں سے۔ جو بڑے پایہ کے صلحاء گذرے ہیں ان کا خیال ہے کہ گو نذر کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک عہد ہے جو بندہ خدا تعالیٰ سے کرتا ہے لیکن اس طرح عہد کرنے سے اگر خدا تعالیٰ فلاں مصیبت کو ٹلا دے تو اس قدر صدقہ کروں گا یہ بہتر ہے کہ پہلے ہی صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل کرلے۔ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ سے سودا کرنے کی کوشش کرے۔ اور یہ خیال ان کا درست اور صحیح ہے۔ حضرت امام بخاری نے امام مالک کے واسطہ سے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسی نذر مانے جس میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہوتی ہو تو اسے پورا کرے اور جو ایسی نذر مانے جس میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہ نذر کو پورا کر کے نافرمانی نہ کرے۔

تیسری قسم خرچ کی جو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہے وہ اخراجات ہیں جو قومی اور ملّی ضرورتوں کے مواقع پر اچھے اور نیک افراد کرتے ہیں۔ یہ اخراجات صدقہ نہیں کہلاتے۔ کیونکہ ان سے مساکین کی ضرورتیں پوری نہیں کی جاسکتیں بلکہ غریب و امیر ان سے متمتع ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ساری قوم ان سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ جیسے گھر سے خرچ کر کے (دینی سعی) کے لئے جانا یا دوسرے کسی سپاہی کے اخراجات مہیا کرنا۔ کہ وہ خرچ اس سپاہی پر نہیں ہوتا بلکہ قوم پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اس لئے سواری طلب نہیں کرتا کہ تا میدان جنگ میں جا کر جان دے۔ یا پانچ دس دن کے لئے روٹی نہیں مانگتا۔ کہ اتنے دنوں میں اپنی موت کا سامان کرے پس اگر سپاہی کو ایام جنگ کے لئے کھانا مہیا کر دیا جائے یا اس کے لئے سواری مہیا کر کے دی جائے تو یہ قومی خرچ ہے۔ فرد کی امداد نہیں کیونکہ جنگ اس شخص کا ذاتی کام نہیں بلکہ (قوم) کے فائدے کا کام ہے۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

تقدیر کی بات

اب میں بتاتا ہوں کہ تقدیر جاری کس طرح ہوتی ہے۔ کیا خدا ایک شخص کی نسبت کہتا ہے کہ جل جائے تو وہ کھڑے کھڑے جل جاتا ہے اور وہیں اس کو آگ لگ جاتی ہے یا اس کے لئے کچھ سامان پیدا ہوتے ہیں!

اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ تقدیر اور اسباب کا تعلق بھی کئی طرح ہوتا ہے:۔

(۱) تقدیر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ اسباب شامل ہوتے ہیں۔ تقدیر عام طبعی ہمیشہ اسی طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے آگ کا لگنا۔ آگ جب لگے گی۔ انہی سامانوں کی موجودگی میں لگے گی جن کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ خاصہ پیدا کیا ہے کہ وہ آگ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آگ کی چنگاری کسی ایسی چیز کو لگ جاوے جو جلنے کی قابلیت رکھتی ہے یا یہ کہ دو ایسی چیزوں میں کہ جو دونوں یا دونوں میں سے ایک جلنے کے قابل ہو۔ رگڑ پیدا ہو کر آگ نکل آوے یا دو سخت رگڑنے والی چیزوں کے پاس کوئی ایسی شئے ہو جو جلنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ تقدیر خاص دو طرح ظاہر ہوتی ہے:۔

(۱) اول تو اسی طرح کہ اسباب اس کے ساتھ ہوں۔

(۲) اس طرح کہ اسباب اس کے ساتھ نہ ہوں۔

وہ تقدیر خاص جس کے ساتھ اسباب شامل ہوتے ہیں آگے کئی طرح ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) یہ کہ اسباب نظر آتے ہیں اور پتہ لگ جاتا ہے کہ اس امر کے یہ اسباب ہیں اور ان میں تقدیر کا پہلو بہت مخفی ہوتا ہے۔ یہ آگے پھر کئی طرح ظاہر ہوتی ہے

(۲) اسباب بد کے مقابلہ میں اسباب نیک پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی گاؤں میں تھا جہاں کے نمبردار نے مخالفت کی وجہ سے اسے تکلیف دینی شروع کی۔ اب خدا نے کسی وجہ سے (وہ وجہ کیا ہے اس کے متعلق آگے بیان کروں گا) یہ فیصلہ کیا کہ اس بندہ کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس کے لئے ایک طریق یہ ہے کہ تحصیلدار کے دل میں خدا تعالیٰ اس کی محبت ڈال دے اور وہ اس سے دوستانہ میل ملاپ شروع کر دے۔ یہ دیکھ کر نمبردار خود بخود اس کی مخالفت سے باز آجائیگا کہ اس کا تو تحصیلدار سے تعلق ہے کہیں مجھ پر مقدمہ نہ دائر کر دے۔

(۲) یہ کہ جو اسباب بد ہوتے ہیں وہ نیک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کا کوئی مخالف اس سے دشمنی کرتا ہے اور اسے نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے کہ وہ مخالف دوست بن جائے جیسا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے وقت ہوا ہے جس نے آپ کے خلاف سازش کا مقدمہ دائر کروا دیا تھا۔ جب یہ مقدمہ ہوا ہے اس وقت ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کپتان ڈگلس صاحب تھے۔ یہ صاحب شروع شروع میں سخت متعصب تھے اور گورداسپور آتے ہی انہوں نے کئی لوگوں سے سوال کیا تھا کہ ایک شخص یہاں .... دعویٰ کرتا ہے کیا اس کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں کیا گیا؟ ایسے شخص کو تو سزا ہونی چاہیئے تھی کیونکہ ایسا دعویٰ مخل امن ہے۔ چونکہ یہ مقدمہ خاص اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے انہی کی عدالت میں پیش ہوا اور انہوں نے اپنے مخفی تعصب کے ماتحت جو پہلے سے ان کو تھا پہلے حکم دینا چاہا کہ بذریعہ وارنٹ حضرت صاحب کو گرفتار کرا کے منگوایا جاوے مگر پولیس افسران نے اور ان کے عملہ کے آدمیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ ایک بڑی اور معزز جماعت کے لیڈر ہیں۔ ان سے اس طرح کا سلوک فتنہ پیدا کرے گا۔ پہلے پیشی پر ان کو یونہی بلوایا جاوے پھر مقدمہ کے حالات دیکھ کر آپ جو حکم چاہیں دیں۔ اس پر انہی لوگوں کے مشورہ سے ایک پولیس افسر کو حضرت صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اور وہ آکر اپنے ساتھ حضرت صاحب کو لے گیا۔ لیکن وہی افسر جو کہتا تھا کہ ابھی تک مرزا صاحب کو سزا کیوں نہیں دی گئی۔ خدا تعالیٰ نے اس کے دل پر ایسا تصرف کیا کہ اس کے اندر کچھ عجیب تغیر پیدا ہو گیا اور اس نے ڈائس پر کرسی بچھا کر حضرت صاحب کو اپنے ساتھ بٹھوایا اور جب آپ عدالت میں پہنچے تو کھڑے ہو کر اس نے معانقہ کیا۔ اور خاص عزت سے پیش آیا۔ شاید کوئی کہہ دے کہ بعض چالاک انسان ظاہر میں اس لئے محبت سے پیش آتے ہیں کہ آخر نقصان پہنچائیں۔ اسی لئے اس نے اس طرح کیا۔ لیکن آگے دیکھئے جب مقدمہ شروع ہوا تو باوجود اس کے کہ مقابلہ میں انگریز پادری تھا اور مقدمہ کوئی معمولی نہیں بلکہ قتل کا مقدمہ تھا اور وہ مذہبی گواہ موجود تھے۔ ملزم مقر تھا مگر اس نے بیان سن سنا کر کہہ دیا کہ میرا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ مقدمہ سچا ہو۔ اب بتاؤ دل پر کون حکومت کر رہا تھا؟ وہی جس کا نام خدا ہے ورنہ اگر کپتان ڈگلس صاحب کا اپنا فیصلہ ہوتا تو ظاہر پر ہوتا۔ مگر ظاہری تمام حالات کو خلاف پاکر بھی وہ کپتان پولیس کو کہتے ہیں کہ جاؤ اس ملزم سے پوچھو حقیقت کیا ہے؟ وہ آکر کہتے ہیں کہ ملزم بیان دیتا ہے کہ جو کچھ میں کہہ چکا ہوں وہی صحیح ہے۔ اس پر بھی کپتان ڈگلس کہتے ہیں میرا دل نہیں مانتا۔ پھر کپتان پولیس جاتے ہیں اور وہ پھر بھی کہتا ہے مگر ادھر بھی جواب ہے کہ دل نہیں مانتا۔ اس پر کپتان پولیس کو بھی خاص خیال پیدا ہوا اور انہوں نے یہ سوال کیا کہ ملزم کو بجائے پادریوں کے پاس رکھنے کے پولیس کی حراست میں لیا جائے تاکہ سازش کا شبہ نہ رہے اور جب اس پر عمل کیا گیا تو ملزم فوراً صاحب کے پاؤں پر گر پڑا اور اس نے سب حقیقت بیان کر دی اور بتادیا کہ مجھے فلاں پادری سکھایا کرتے تھے اور بعض احمدیوں کے نام جن کو یہ ساتھ پھنسانا چاہتے تھے۔ جب مجھے یاد نہ رہتے تھے تو یہ میری ہتھیلی پر پنسل سے وہ نام لکھ دیتے تھے تا عدالت میں میں ہتھیلی کو دیکھ کر اپنی یاد تازہ کرلوں۔ اس طرح ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے خود ایک مجرم کے دل کو پھیر کر اس کے منہ سے حق کہلوا دیا۔ اور دوسری طرف خود ڈپٹی کمشنر کے دل کو پھیر دیا۔ جو پہلے مخالف تھا موافق ہو گیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ حضرت صاحب بالکل بری ہیں اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کے خلاف منصوبہ کیا تھا مقدمہ کر سکتے ہیں۔ یہ تقدیر خاص تھی مگر کس طرح ظاہر ہوئی؟ اس طرح کہ جو اسباب بد تھے ان کو خدا تعالیٰ نے نیک کر دیا۔ اور جو سزا دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسی نے کہا کہ میرا دل نہیں مانتا کہ مرزا صاحب پر یہ الزام سچائی سے

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجید احمد صاحب سیالکوٹی

محترم مبارک احمد صاحب ساقی

جماعت احمدیہ کے نامور مربی مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب کی اندوہناک وفات کی خبر ۱۶ مئی ۱۹۹۲ء کو پیرس کے احمدیہ مشن ہاؤس میں سُنی تو ایک سناٹا چھا گیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جو اس وقت مشن ہاؤس میں قیام پذیر تھے۔ اس افسوسناک خبر کے سنتے ہی خدا تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتے ہوئے جانے والے کے حق میں دعا مانگی اور فرمایا (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) ساقی صاحب کا انجام ایمان والوں کی طرح بخیر ہوا۔ آپ نے فوراً ٹیلیفون پر ساقی صاحب کی بیگم محترمہ امۃ الواحد صاحبہ سے لندن میں دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار فرمایا اور دریافت کیا کہ موت کیسے واقعہ ہوئی۔ بتایا گیا کہ وہ حضور انور کے کسی انگریزی خطبہ کی پروف ریڈنگ کر رہے تھے اور کسی لفظ پر وہ تسلی نہیں پا رہے تھے تو اپنی بیگم کو کہا کہ ڈکشنری۔ وہاں بھی وہ لفظ نہ ملا تو کہا کہ تیار ہو جاؤ بیت الفضل لندن جاتے ہیں وہ تیار ہوتے اپنے کمرہ میں گئیں اور واپس آئیں تو محترم ساقی صاحب صوفے پر بے ہوش پڑے تھے۔ ایمبولینس کو بلایا اور فرسٹ ایڈ کی کوشش کی گئی لیکن بے سود۔ روح اپنے مالکِ حقیقی تک پہنچ چکی تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے سلسلہ کے دیرینہ فدائی اور مخلص کارکن کی جدائی کے غم کو محسوس کیا اور سپین کی بیت بشارت میں جو خطبہ دیا اس میں محترم ساقی صاحب کا ذکرِ خیر انتہائی رقت انگیز لہجہ میں فرمایا۔ جو یقیناً ساقی صاحب کی روح کو خوش کر گیا ہوگا۔ امام جماعت کا کسی کی خدمات کو سراہنا اور خراجِ تحسین پیش کرنا یقیناً بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو دعا کی تحریک پیدا کرتا ہے اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ پھر حضور انور نے ساقی صاحب کے لواحقین کو جو تعزیت نامہ ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء کو لکھا وہ بھی ایک نادر نمونہ ہے جو درج ذیل ہے:۔

"مبارک احمد ساقی صاحب کی وفات آپ کے لئے تو ناقابل برداشت ہے ہی لیکن جماعت کے لئے بھی یہ خلاء پیدا کر گئی ہے۔ میں ان کی صلاحیتوں اور خوبیوں سے واقف ہوں۔ بڑے مخلص اور مفید وجود تھے۔ جماعت میں مختلف عہدوں پر رہ کر جس طرح بے لوث خدمت کی ہے وہ ایک تاریخ کا باب ہے نائیجیریا سیرالیون اور لائبیریا میں جماعت کو مضبوط بنانے میں ان کا بنیادی کردار رہا ہے (بیت الفضل لندن) کیلئے جس رنگ میں کام کیا ہے اور جماعت میں ہر دلعزیز ہوگئے ہیں وہ ان کی خوش باش طبیعت اور علمی قابلیت کا آئینہ دار ہے۔ ساری دنیا میں انہوں نے دورے کئے ہیں۔ روس کی ریاستوں۔ جنوبی افریقہ اور یورپ، امریکہ میں جو لوگوں پر نیک اثر چھوڑا ہے وہ یقیناً دوسرے مربیان کے لئے اچھی مثال ہے میری وہ بڑی مدد کرتے تھے۔ دن رات ایک کر کے محنت کرتے تھے۔ میں نے خطبہ میں ان کی خوبیوں کا مختصر ذکر کر کے جماعت کو دعا کی تحریک کی ہے۔ انجام بخیر ہوا ہے جو یقیناً خوش نصیبوں کا حق ہے اس لحاظ سے مجھے سکون ہے میں آپ سب کے غم میں برابر کا شریک ہوں"۔

محترم ساقی صاحب کی پہلی آواز میں نے ریڈیو لیگوس نائیجیریا میں ۱۹۷۲ء کو سنی تھی۔ یہ آواز ساقی صاحب کی تھی جو اکثر و بیشتر ریڈیو والے لگا دیتے تھے نائیجیریا میں بطور مربی جو کام انہوں نے کیا وہ تو اپنی جگہ ہے لیکن جن لوگوں کے ساتھ کیا وہ اب تک یاد کرتے ہیں کہ پتلا، دبلا، لمبا نوجوان مربی، خوش اخلاق، محنتی اور فن تقریر سے واقف۔ افراد جماعت میں گھل مل جانے والا۔ اپنی بات کو انتہائی سلیقہ سے پیش کرنے کا عادی تھا۔

لوگوں سے ان کی بے شمار خوبیوں کا سن سن کر شوق بڑھتا اور دعا کی توفیق ملتی کہ خدا مجھ کو بھی لوگوں کی آرزوؤں اور معیار پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ ہر دلعزیز ہونے کے لئے خلوص، نیت اور سچی ہمدردی ضروری ہے۔ تصنع، بناوٹ غیر قدرتی رویہ دیرپا نہیں ہو سکتا نائیجیریا میں چار سال کا عرصہ پورا ہونے کے بعد جب میری تقرری سیرالیون میں ہوئی تو وہاں بھی ۶ سال تک جگہ جگہ ساقی صاحب کے چرچے سنے۔ نیک شہرت کو جماعتیں بڑی محبت سے دہراتیں۔ ان کے لگائے ہوئے مذہبی پودے تناور ہو چکے تھے۔ احمدیہ سکول بو میں کوکونٹ COCONUT کا درخت ان کی یاد تھا۔

لائبیریا جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کا مشن ہاؤس دیکھ کر دل فرطِ مسرت میں محوِ رقص ہو کر خدا کی حمد کرنے لگا۔ منرودیا شہر کے وسط میں بڑے موقعہ محل کی جگہ پر عظیم الشان مشن ہاؤس، دارالحمد اور بک شاپ ساقی صاحب کا ہی کارنامہ ہے

۱۹۸۲ء میں جب انگلستان کے لئے بطور مربی پہنچا تو ساقی صاحب سے کولیگ ہونے کے ناطہ رابطہ رہتا۔

آپ بے شمار صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دفتری امور کے ماسٹر تھے۔ مسائل کو حل کرنے کا ڈھنگ آتا تھا۔ ڈرافٹنگ۔ ٹائپنگ اعلیٰ قسم کی تھی۔ جلسوں اور میٹنگز میں جس رنگ میں حصہ لیتے وہ اپنی مثال آپ تھے۔ بات کرنے کا سلیقہ ایسا تھا کہ بغیر وقت ضائع کئے مقصد کو پا لیتے تھے۔ تقریر کرتے تو مجمع کو ساتھ ساتھ لیکر چلتے۔ یوروپین بچوں کے مزاج کے مطابق استدلال پیش کرتے۔ بڑی عمدہ اپروچ ہوتی۔ پرانی ڈگر کے انسان نہ تھے۔ اس لئے یورپ میں پلنے والے احمدی بچے آپ کے طرزِ تکلم کو انجوائے کرتے اور قطعی بوریت محسوس نہ کرتے۔ تربیتی کلاسز کے بچوں کے ساتھ اکثر گھل مل جاتے۔ ان کے مسائل کو بڑا ہمدرد بن کر سنتے اور راہنمائی کرتے۔ ان کی باتوں میں دلچسپی لیتے۔ ان کے مشاغل جانتے۔ ان کے سکولوں کا ماحول پوچھتے اور ان کو ہمدرد اور دوست بن کر دکھاتے۔ اسی طرح بڑی محنت کی اور بچوں پر مذہبی رنگ چڑھایا۔ اکثر کہا کرتے کہ بعض لوگ میری تقریر کو روزمرہ کی باتیں سمجھتے ہیں۔ ٹھیک ہے میں ایسی باتوں کا ہی عادی ہوں کیونکہ یوروپ میں لوگ اپنے مسائل اور مشکلات کا حل چاہتے ہیں۔ ان کو انہی سے دلچسپی ہے۔ پاکستان کے بعض مسائل اور بحثیں یہاں بیان کرنا معیوب لگتا ہے۔ پھر کہتے کہ دیکھیں کتنے لوگ ہیں جو نئے آتے ہیں اس کے مقابلہ میں یہ بھی دیکھیں کہ کتنے ایشین بچے ہیں جو یورپین سوسائٹی میں چلے گئے ہیں۔ اس بات کا جائزہ لینے کی ہمیشہ تلقین کرتے پھر اس بات پر زور دیتے کہ نئی نسلوں کو جو یہاں پروان چڑھ رہی ہیں ان کو دینی نقطہ نظر سے تسلی کراؤ کیونکہ یہ دلیل اور وجہ مانگتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں انہوں نے احمدی بچوں کی تربیت کرنے کا حق ادا کر دیا۔

اپنے بچوں سائرہ ساقی اور منصور ساقی کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوا کر ڈاکٹر (پی ایچ ڈی) بنایا اور ساتھ ساتھ مذہبی تربیت ایسے رنگ میں کی کہ یہ دونوں لندن جماعت کے فعال کارکن ہیں اور نیک مخلص گھرانوں میں بیاہے گئے ہیں۔

۱۹۸۴ء میں حضور انور لندن تشریف لائے تو محترم ساقی صاحب نے اپنی محنت لگن اور صلاحیتوں کو انتہا تک پہنچا دیا جو بھی ڈیوٹی ملی اس کو من مار کر ادا کیا۔ آپ کو حضور انور کے پرائیویٹ سیکرٹری ایڈیشنل وکیل التبشیر، ایڈیشنل وکیل التصنیف کے طور پر خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر حضور انور کے دوروں میں ساتھ ساتھ رہے۔ ممالک یورپ کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، نائیجیریا، سیرالیون گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا، سرینام، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، ماریشس وغیرہ کے دوروں میں شامل رہے اور مفوضہ امور سرانجام دئے۔ علاوہ ازیں حضور انور کے ارشاد پر ساؤتھ افریقہ کا نہایت کامیاب دورہ کیا اور پھر وفات سے چند ہی روز پہلے لیتھوانیہ کے کامیاب دورہ سے واپس لوٹے اور ان تمام مذکورہ بالا جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان، خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کا جس طرح تعاون حاصل کیا اور دوروں کو کامیاب بنایا وہ قابلِ داد ہے۔ ان دوروں میں ان کا مدعا یہ تھا کہ کچھ بھی ہو بڑی دانشمندی سلیقہ، حکمت، فراست اور محنت چاہیئے اور حضور انور کے ہر پروگرام کو تسلی بخش حد تک کامیاب ہونا چاہیئے۔

محترم ساقی صاحب نے اپنی صلاحیتوں کو بڑی عاجزی اور خاکساری سے استعمال کیا اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ کوئی بڑا کام کر رہے ہیں۔ ہنستے کھیلتے پیار محبت سے سمجھاتے ہوئے کام لیتے لہجہ میں کبھی تلخی اور نخوت نہیں آنے دی۔ اگر کسی کی ناتجربہ کاری کوئی رنگ دکھاتی تو اس کو بھی اپنی غلطی سمجھ کر اپنے سر لے لیتے اور حضور سے عاجزانہ درخواست کر دیتے۔ دو دوروں میں میرا بھی ساتھ رہا۔ میں نے ساقی صاحب کو ایک عظیم کارکن پایا افسر نہیں۔ کارکن، صرف کارکن۔ ایسی عاجزی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ـــــ نون سین

تجزیہ نگار

خبروں کے علاوہ تجزیہ نگاروں کی رائے کو بھی خاصا اہم سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بات اکثر نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ تجزیہ نگاروں کے تجزیے بھی تو ان کے اپنے میلانات ہی سے وابستہ ہوتے ہیں تجزیہ نگار جس سے ہمدردی رکھتا ہے اس کے متعلق بات اور طرح کرے گا۔ اور جس سے ہمدردی نہیں رکھتا اس کے متعلق بات اور طرح کرے گا مثلاً خلیج کی جنگ کو لے لیجئے یا اب جو کچھ عراق کے ساتھ کیا جا رہا ہے اس پر نظر ڈالئے۔ تو آپ کو محسوس ہو گا۔ کہ وہ تجزیہ نگار جن کا تعلق امریکہ یا اس کے اتحادی ملکوں سے ہے ان کے خیالات ان تجزیہ نگاروں سے بالکل مختلف ہیں جن کا رجحان عراق یا اس کی حامی عرب ریاستوں کی طرف ہے۔

جاپان نے اکیس ماہ غور و فکر کر کے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ امن کے لئے عالمی کوششوں میں مدد دینے کی خاطر دو ہزار جاپانی فوجی اپنے ملک سے باہر بھیج سکے گا۔ اس سے پہلے وہ دامے درمے سخنے تو مدد کرتا تھا لیکن جاپانی فوج کا کوئی فرد ملک سے باہر جا کر فوجی خدمات سر انجام نہیں دے سکتا تھا۔ باوجود اس کے کہ جاپان نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ دو ہزار فوجی بھیج سکے گا۔ بعض تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جاپان پوری طرح عالمی کوششوں میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اسی طرح بوسنیا کے لئے سب سے پہلے اشیائے خوردنی اور دیگر ضروریات کا ایک جہاز جرمنی نے بھیجا تھا امریکہ اور یو این او نے اس کے بعد خاصے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ انہیں بھی اپنے جہاز بھیجنے چاہئیں۔ لیکن جرمنی کے متعلق تجزیہ نگاروں نے کہا ہے کہ امن کی عالمی کوششوں میں پوری طرح حصہ نہیں لے رہا۔ کیونکہ اس نے سرائیوو کے لئے اقوام متحدہ کے اور امریکہ کے بحری بیڑے کے ساتھ اپنا تباہ کن جہاز بھیجنے میں لیت و لعل کی تھی۔ حالانکہ جرمنی نے کہا یہ تھا کہ ہمیں ہر بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے اگرچہ ہم بوسنیا کو موجودہ حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی مدد کرنی چاہئے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باقی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی طرف توجہ دی جائے بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ ہر ملک اپنے متعلق غور کر کے فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن ادھر جاپان سے کہا جا رہا ہے اور ادھر جرمنی سے کہ یہ امن کی عالمی کوششوں میں پوری طرح مددگار ثابت نہیں ہو رہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات نظر انداز کی جا رہی ہے کہ عالمی امن قائم کرنے والے ممالک یا تنظیمیں بھی اپنے میلانات رکھتی ہیں۔ گذشتہ دنوں بطروس غالی نے اقوام متحدہ کے متعلق کہا تھا کہ غریب ملکوں کی طرف اس کی توجہ کم ہے اور یورپ کی نئی آزاد ریاستوں کی طرف زیادہ۔ یہ بھی میلان ہی کی بات ہے۔ تیسری دنیا کے لوگ سیاہ فام یا بھورے ہیں اور وسطی ایشیا کی نو آزاد مملکتوں کے لوگ سفید فام۔ بہر حال ہر ملک کو یہ حق حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے متعلق غور کر سکے اور فیصلہ کرے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔

روس میں اسلحہ سازی

آج سے چھ ماہ پہلے روس نے برطانیہ اور امریکہ سے جو معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنے اسلحہ سازی کے پروگرام کی توسیع کو ختم کر دے گا اور ایسا اسلحہ ہرگز تیار نہیں کرے گا جسے ممنوعہ قرار دیا گیا ہے اور جس کا جراثیمی اسلحہ سے تعلق ہے۔ لیکن اب امریکہ اور برطانیہ کے سرکاری اہلکاروں کا کہنا ہے کہ غالباً روس نے اپنا یہ پروگرام ختم نہیں کیا۔ اسے بارہا کہا گیا ہے کہ وہ اس کے شواہد پیش کرے لیکن وہ ایسا کرنے سے گریز کر رہا ہے جس کا صاف طور پر یہ مطلب لیا جا رہا ہے کہ وہ اندرون خانہ اس پروگرام کو جاری رکھے ہوئے ہے کہا جاتا ہے کہ اگر روس نے اس کے شواہد پیش نہ کئے تو روس کے صدر بورس یلسن اور اس کے فوجی رہنماؤں میں تصادم کا امکان ہے۔ امریکہ کو اس بات کا خطرہ ہے کہ روس کا اسلحہ کا پروگرام پوری طرح یلسن کے کنٹرول میں نہیں ہے اور بعض عوامل فوج نے ان سے چھپا کر رکھے ہوئے ہیں کیونکہ یوں لگتا ہے کہ فوج چاہتی ہے کہ اس پروگرام کو جاری رکھا جائے۔ گذشتہ ہفتہ امریکہ کے ایکٹنگ سیکرٹری نے ماسکو سے شکایت کی تھی اور ایسا لندن کے ایک اجلاس میں کہا گیا تھا کہ روس نے ابھی اپنا پروگرام ختم نہیں کیا۔ اس کی طرف توجہ دلانے والی سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ روس نے اس سلسلے میں کوئی بیان نہیں دیا۔ اور اس کے کارخانے جو بظاہر دوسری اشیاء تیار کرتے ہیں اور میڈیکل سامان بھی ان میں یہ اسلحہ ہی تیار کیا جاتا ہے پہلے بھی یہ شکایت کی جا رہی تھی کہ اسلحہ کی تیاری کے لئے جن کارخانوں کو استعمال کیا جا رہا ہے ان سے بظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ وہاں دوائیں تیار ہوتی ہیں یا دیگر مصنوعات لیکن جب ان کا تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ دراصل ان میں چھپ چھپا کر ایسا اسلحہ تیار کیا جا رہا ہے جو ممنوع ہے۔ بورس یلسن تو اس قسم کا معاہدہ کر سکتے ہیں کہ ایسا اسلحہ تیار نہ کیا جائے اور آج سے چھ مہینے پہلے انہوں نے معاہدہ کر بھی لیا تھا۔ لیکن اگر فوج اور بورس یلسن کی ہم آہنگی نہیں ہے تو یقیناً فوج اپنی ضروریات کو کسی نہ کسی طرح پورا کرنے کے لئے یلسن سے امریکہ کے کئے گئے معاہدے کی پرواہ نہیں کرے گی اور ایسے بھی یہی خیال کیا جا رہا ہے کہ بورس یلسن اس طرف اس لئے توجہ نہیں دے رہے کہ ان کا اور فوج کا تصادم نہ ہو جائے۔ اس تصادم میں روس میں بورس یلسن کو اقتدار سے ہٹا کر مارشل لاء لگ سکتا ہے۔ جو کمیونسٹ حکومت سے بھی زیادہ بدتر ہو گا۔ بورس یلسن اسی لئے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے ہیں اور شاید ان کا خیال یہ ہو کہ جب وہ اپنے آپ کو پوری طرح مستحکم کر لیں گے تو پھر فوج کے تصادم سے ٹکرانے کی بجائے جو ایکشن بھی انہیں لینی ہو گی وہ لیں گے۔ خاص طور پر اسلحہ کی پیداوار کے متعلق کیونکہ اگر معاہدے کے باوجود اس اسلحہ کی پیداوار جاری رہے تو یقیناً وہ سرد جنگ جس کا اب خاتمہ ہو چکا ہے اس کے دوبارہ جاری ہو جانے کا خطرہ ہے اور اگر اب سرد جنگ چھڑی تو اس کے بعد گرم جنگ چھڑنے کا بھی بہت امکان ہے

حزب اختلاف سیمینار

۸ ستمبر کو سات ممالک کے متعدد لیڈروں نے خاص طور پر حزب اختلاف کے رہنماؤں نے حزب اختلاف کے کردار پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سیمینار کے لئے مسز بے نظیر نے سال رواں کے مارچ میں مختلف رہنماؤں کو خط بھیجے تھے۔ چنانچہ وی پی سنگھ ہندوستان کے سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد بنگلہ دیش کی حزب اختلاف کی لیڈر، مسٹر انورا بندرا نائیکے ممبر پارلیمنٹ اور نیشنل آرگنائزر سری لنکا فریڈم پارٹی، مسٹر من موہن ادھیکاری نیپال کی حزب اختلاف کے لیڈر ڈاکٹر کمال حسین بنگلہ دیش کے سابق وزیر خارجہ اور ان کے علاوہ اور کئی رہنماؤں نے اس سیمینار سے خطاب کیا۔ دیگر شرکاء میں بیگم ساجدہ چوہدری بنگلہ دیش کی عوامی لیگ کی سیکرٹری جنرل مسٹر اے۔ ایچ چوہدری ممبر پارلیمنٹ مسٹر سامیل راجیہ سبھا کے اراکین اور مسٹر وسیم احمد انڈیا کے نیشنل فرنٹ کے لیڈر نے بھی اس سیمینار میں شرکت کی۔

عالمی تنظیم صحت

عالمی تنظیم صحت کے اس وقت ڈائریکٹر جنرل ایک جاپانی ہیروشی ناکاجیما ہیں خیال یہ تھا کہ اگلے سال انتخاب ہوئے تو الجیریا کے محمد عبدالمومن ان کی جگہ لیں گے۔ لیکن ناکاجیما نے عبدالمومن کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا ہے اور اس طرح عالمی تنظیم صحت میں ایک سیاسی الجھاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ناکاجیما کو بھی دوبارہ منتخب ہونے میں روک بن سکتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بات بلکہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی تعلقات اسی بنا پر خراب ہونے شروع ہو جائیں گے۔ آخر ایسے وقت میں جب کہ نئے انتخابات میں بہت وقت نہیں رہا۔ ناکاجیما نے اس شخص کو جسے کہا جاتا تھا کہ وہ ان کی جگہ لیں گے۔ کیوں ان کے عہدے سے فارغ کر دیا۔ یہ سوال ایسا ہے جس کا آسانی سے جواب نہیں دیا جا سکتا۔ نہ صرف یہ کہ جواب نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس تنظیم میں اور بعض ممالک میں بھی سیاسی الجھاؤ پیدا کر سکتا ہے۔ ناکاجیما نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ڈاکٹر عبدالمومن کو ان کے عہدے سے اس لئے فارغ کر دیا ہے کہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے ساتھ مل کر بہتر طریق پر کام کو جاری رکھا جا سکے۔ اور اس کے علاوہ یہ خیال بھی تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالمومن

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد ابراہیم

کھیل اور کھلاڑی

گورنمنٹ کالج لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور عرصہ دراز تک ایک دوسرے کے حریف رہے۔ بالخصوص کھیل کے میدان میں۔ اور وہ بھی زیادہ تر کرکٹ کے لحاظ سے۔ سالہا سال تک پنجاب یونیورسٹی کا فائنل مقابلہ انہی دو نامور اداروں کے مابین ہوتا۔ کرکٹ کی ٹرافی جس ادارہ کے حصہ میں آتی وہ عظیم تر قرار پاتا۔ چنانچہ اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے کئی روز تک معرکہ آرائی ہوتی۔ یونیورسٹی گراؤنڈ "میدان جنگ" کا نقشہ بن جاتی۔ دونوں دھڑے آمنے سامنے براجمان ہوتے۔ دونوں کالجوں کے طلباء۔ اساتذہ اور ان کے حمائتی ہزاروں کی تعداد میں آموجود ہوتے۔ کسی وکٹ کے گرنے پر ڈھول ڈھماکوں کی گونج دور دور تک سنی جاتی اور اس قدر شور شرابا ہوتا کہ الامان و الحفیظ! ایک سال (میری دید تو نہیں شنید ہے اور کرکٹ میں دلچسپی اور شغف کی وجہ۔ آج تک فائنل میچ کے تاثرات میرے دل و دماغ پر نقش ہیں) مسٹر گریٹ جو اسلامی ہسٹری کے پروفیسر تھے۔ کالج کے پرنسپل تھے۔ اور یہ غالباً ۱۹۲۶ء کی بات ہے۔ غالباً مجھے مکرر کہنا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور نے فائنل میچ جیت لیا۔ روائتی حریف اسلامیہ کالج کے مقابلہ میں۔ اور یونیورسٹی ٹرافی حاصل کر کے گورنمنٹ کالج کے سپورٹس سیکشن کی ناموری اور وقار میں اضافہ کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اسلامیہ کالج کی ٹیم برابر کی ٹکر تھی۔ ان کے لئے شکست قبول کرنا بہت ہی رسوا کن اور اذیتناک کام تھا۔ غلط یا صحیح سپورٹس کے حلقوں میں یہ تاثر عام ہو گیا کہ گورنمنٹ کالج کی فتح میں ایمپائرز کا بھی کافی عمل دخل ہے۔ اگر ایمپائرز غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے تو گورنمنٹ کالج کامیابی سے ہرگز ہمکنار نہ ہوتا۔ یہ محض بے بنیاد الزام ہی نہ تھا اس زمانہ میں فائنل کھیلنے والی ٹیموں میں صرف انیس بیس کا فرق ہوتا تھا اور ایک ہی غلط (دیدہ دانستہ یا نادانستہ) فیصلہ سے کایا پلٹ جاتی۔ پرنسپل گریٹ تک جب یہ آواز پہنچی تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہ اپنے کالج میں کوئی ایسی ٹرافی نہیں رکھنا چاہتے جو کسی مشکوک فیصلہ کا نتیجہ ہو۔ یہ ایک ایسا "سپورٹس مین لائک" اعلان تھا جو غیر معمولی اور کرکٹ کے کھیل کی روح کے عین مطابق تھا۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ متذکرہ میچ دوبارہ کھیلا گیا یا نہیں۔ اور اگر کھیلا گیا تو اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ لیکن اس مقابلہ کا جو پہلو اخلاقاً بہت ہی قابل قدر اور یکتا تھا وہ میری یاد سے نہیں اتر سکا۔ ایک ادارہ کا پرنسپل جو قانوناً ایک ٹرافی جیت چکا ہے۔ وہ اپنے کالج میں ایک ایسی ٹرافی رکھنے کو تیار نہ تھا جسے اس کے کھلاڑیوں نے انتہائی جدوجہد اور کامیاب مقابلوں کے بعد حاصل کیا۔ لیکن اس میں حریف ادارہ کے نزدیک ایمپائرز نے جانبداری کا مظاہرہ کر کے ان سے رعایت برتی تھی۔ مسٹر گریٹ کا اعلان اس کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

اس معرکۃ الآراء مقابلہ کے علاوہ میرے ذہن سے ایک اور نظارہ کی یاد نہیں اترتی۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ ۲۸۔۱۹۲۹ء میں روائتی حریف صف بستہ تھے۔ دونوں کیمپ زندگی کی گہماگہمی میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل ایم۔ اے۔ غنی۔ یونیورسٹی گراؤنڈ میں اپنے سٹاف کے جلو میں گھرے ہوئے فائنل میچ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر جہانگیر خان ان دنوں پہلی بار منصہ شہود پر آئے تھے۔ انہوں نے شاندار باؤلنگ کر کے اسلامیہ کالج کی متوقع کامیابی کو یقینی بنا دیا۔ سب لوگ جہانگیر کو داد دے رہے تھے۔ اور بعض مشاہیر کھیل کے دوران ہی موقع میسر آنے پر اسے بلا کر یا اس کے پاس جا

باقی ص۷ پر

بقیہ: ص۴ سے آگے

اور مسکینی پہ قربان جائیے۔

محترم ساقی صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنے جونیئر ساتھیوں کو کام دے کر ان پہ اعتماد کرنا ان کا خاص وصف تھا۔ پھر وہ ان کو مزید بڑی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے تیار کر دیتے۔ آج حضور انور کے دفاتر سے وابستہ جتنے بھی ذمہ دار کارکن ہیں وہ یقیناً کسی نہ کسی رنگ میں ساقی صاحب کے تیار کردہ ہیں۔ جن کی خدمات صدقہ جاریہ کے طور پر ساقی صاحب کی روح کو ثواب پہنچاتی رہیں گی۔

محترم ساقی صاحب ہر ایک کے ہمدرد اور غمخوار تھے۔ بیت الفضل لندن کا کوئی کارکن بیمار ہو جاتا اور ہسپتال داخل ہوتا تو آپ اس کا پتہ کرنے ضرور جاتے عیادت کرتے اور تسلی دیتے۔ گذشتہ آٹھ سال کے عرصہ میں نو دس مخلص کارکن اللہ کو پیارے ہوئے۔ ساقی صاحب ان کے لواحقین کے غم میں شریک ہوئے۔ محترم گلزار داؤد صاحب، محترم چغتائی صاحب، محترم امتیاز شاہ صاحب، محترم غوری صاحب، محترم بلاغ صاحب، محترم مولوی عبدالرحمان صاحب، محترم ہدایت اللہ صاحب بنگوی کی وفات پر گہرا اثر لیا۔ آپ کو سب سے بڑا دھچکا اس وقت لگا جب حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وصال ہوا۔ اکثر اپنے ساتھیوں سے ذکر کرتے ہوئے گہرے غم میں ڈوب جاتے کہتے یار دیکھو حضور کو گھریلو پریشانی نے کس طرح گھیرا ہے اور حضور ہیں کہ کوہ وقار بنے ہوئے کسی سے ذکر ہی نہیں کرتے اور اس معاملہ کو اپنا ذاتی معاملہ ہی سمجھ رہے ہیں۔ ایک دن مجھے اور محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق کو کہا کہ چلو بکرا صدقہ دیں۔ اسی وقت چالیس پچاس پونڈ صدقہ دیا تاکہ بکرا ذبح کر کے ردّ بلاء کا اہتمام کیا جائے۔

حضرت بیگم صاحبہ کی وفات کے سوا مہینہ بعد ساقی صاحب کی وفات ہوئی۔ ہمارے مربی مرزا نصیر احمد صاحب نے حضور انور کو لکھا کہ حضرت اُمّ طاہر کی وفات کے معاً بعد سلسلہ کے ایک فدائی جید عالم حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات ہوئی تھی اس پہلو سے دیکھا جائے تو حضرت بیگم صاحبہ کی وفات کو اُمّ طاہر کی وفات سے مماثلت کا ایک پہلو نکلتا ہے۔ حضور انور نے لکھا ٹھیک ہے میرا ذہن بھی اس مماثلت کو تسلیم کرتا ہے۔

بیت الفضل حضور انور کی وجہ سے مرجع خلائق بنی ہوئی ہے آئے دن تقریبات ہوتی رہتی ہیں اور رونق رہتی ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات، تربیتی کلاسز، جلسے، ساقی صاحب سب میں شمولیت فرماتے۔ جائزہ لیتے۔ حوصلہ افزائی کرتے اور مبارکباد دیتے۔ گویا لوگوں کے دکھ سکھ بانٹنے کا ڈھنگ خوب آتا تھا

ساقی صاحب کا مزاح ایسا غریبانہ تھا کہ جس کو سارے پسند کرتے تھے۔ بڑے سوشل تھے۔ مزاح کا معیار بھی بلند تھا حضور انور سے آپ بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے اور حضور ایدہ اللہ کے شفقت بھرے مزاح سے لطف اندوز ہوتے۔ حضور ایدہ اللہ کو آپ کی صلاحیتوں کا پورا پورا علم تھا۔ آپ کو ساقی صاحب پر اعتماد تھا۔ حضور نے ان کی تقرری امریکہ کے لئے فرمائی پھر اس خیال سے کہ ان کے دل کی حالت بعد از آپریشن بہت کمزور ہے اپنے پاس ہی رکھا اور حوصلہ بڑھاتے رہے۔ اس باہمت انسان نے کبھی بیماری کی پرواہ نہ کی دن رات خدمت دین میں مشغول رہے۔

وفات سے چند روز پہلے ہی آپ روس کی آزاد ریاستوں میں نشرواشاعت کا جائزہ لے کر آئے تھے اور رپورٹ تیار کر کے حضور انور کو پیش کی تھی۔ آپ اپنے دورہ کے ایمان افروز واقعات ہم کو چائے کی ٹیبل پر سنا رہے تھے۔ روس میں کام کرنے والے مربیان کا بڑے اچھے رنگ میں ذکر کر رہے تھے بالخصوص کلیم خادر صاحب، حامد کریم صاحب اور اخلاق احمد انجم صاحب کا۔ حضور ایدہ اللہ آپ کے اس تاریخ ساز کام سے بہت خوش تھے کیونکہ ترقی کی نئی راہیں دریافت کر کے لائے تھے۔

حضور ایدہ اللہ فرانس اور سپین کے دورہ کی واپسی کے بعد ۹ جون کو ووکنگ میں احمدیہ قبرستان میں دعا کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں اترتے ہی سب سے پہلے پوچھا کہ ساقی صاحب کی قبر کون سی ہے۔ آپ نے پہلے حضرت بیگم صاحبہ کی قبر پر دعا کی اور اس کے بعد محترم ساقی صاحب کی قبر پر ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگی۔ میں دور کھڑا حیرت میں ڈوبا دیکھ رہا تھا کہ باہر باران رحمت کی ہلکی پھلکی پھوار تھی اور اندر ساقی صاحب کی روح اور جسم پر امام جماعت کی دعا جنازہ دعا خدا کی رحمت کو اتار رہی تھی۔ ہزاروں برکتیں اور رحمتیں ہوں اس سچے خادم دین پر جس نے وفا کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور آخری دم تک دین کا کام کرتا رہا۔ ساقی صاحب کی یادیں ایسی ہیں کہ سینہ سے لگا کر رکھا جائے اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کی جائیں۔ خاکسار نے اسی لئے اس عظیم خادم دین کی سیرت کے بعض پہلوؤں کی نشاندہی کرائی ہے۔ اللہ ہم کو توفیق دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُہم نہ کہئے - اُہم کہئے

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۶۴ میں طاہر احمد ولد صدیق احمد صاحب قوم ارائیں عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۳/۱ دارالفضل ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲-۳-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد طاہر احمد ۲۳/۱ دارالفضل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ کریم احمد وصیت نمبر ۲۴۸۵۵۔ گواہ شد نمبر۲۔ لطیف احمد سیکرٹری وقف جدید دارالفضل ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۵۶۵ میں سلطان احمد ولد چوہدری محمد علی صاحب قوم مہار جٹ پیشہ پنشنر عمر ۵۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چیندر کے منگولے ضلع نارووال حال ۴۲/۹ دارالنصر شرقی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۶-۱۹۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین برقبہ ۷۷ کنال مالیتی ۱ر۵۴۰۰/- روپے جس کے مالک ۳ بھائی اور ۳ بہنیں ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۷۸/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ اور مبلغ ۱۰ر۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ سلطان احمد ۴۲/۹ دارالنصر شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مسعود احمد بدر محلہ دارالنصر شرقی۔ گواہ شد نمبر۲۔ یعقوب احمد طاہر ۱۶/۲۳ دارالعلوم شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۵۶۶ میں عبدالوحید ناصر ولد عبدالمجید صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۶/۱۰ دارالیمن شرقی ربوہ حال ٹیکسلا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳-۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالوحید ناصر ایچ ایم سی ٹیکسلا ضلع راولپنڈی گواہ شد نمبر۱ عبدالمجید خان ولد عبداللہ خان چک ۸۸ ج ب ضلع فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمود احمد شمس وصیت نمبر ۱۹۲۹۷۔

مسل نمبر ۲۸۵۶۷ میں سکینہ بی بی بیوہ محمد حسین قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۴۲ء ساکن گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸-۹-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی اراضی ۸ کنال مالیتی ۲۰ر۰۰۰/- روپے۔ (۲) حق مہر وصول شدہ ۳۲/- روپے۔ (۳) مکان متروکہ خاوند محترم برقبہ ۵ مرلہ کا ۱/۸ حصہ مالیتی ۱۶۲۵/- روپے۔ اس وقت مجھے ۱۲۰۰/- روپے سالانہ زرعی زمین مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد

باقی صفحہ ۸ پر

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

لگایا گیا ہو۔

(۳) تیسرا طریق تقدیر کے جاری ہونے کا یہ ہے کہ اسباب بد کے بد اثر سے اسباب ہی پیدا کر کے اسے بچا دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص کسی کو قتل کرنے کے لئے اس کے گھر آتا ہے اور اس پر تلوار بھی چلاتا ہے اور تلوار اس پر پڑتی بھی ہے مگر اچٹ جاتی ہے اور ٹھیک طور پر لگتی ہی نہیں یا درمیان میں کوئی اور چیز آجاتی ہے اور وہ اس کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔ اس واقعہ میں اسباب تو بد ہی رہے۔ نیک نہیں ہو گئے۔ مگر ان کے اثر سے انسان بچ گیا۔

(۴) چوتھے تقدیر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اسباب بد کے مقابلہ میں سعی نیک کی توفیق مل جاتی ہے۔ مثلاً دشمن حملہ کرتا ہے اس کے حملہ سے بچنے کا ایک تو یہ ذریعہ تھا جو میں پہلے بتا چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی اور طاقتور انسان کو اس کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیتا ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ خود اسی کو اس کے مقابلہ کی طاقت عطا کر دیتا ہے اور اس طرح سعی نیک کی توفیق دے کر ان بد اسباب کے اثر سے اسے بچا لیتا ہے جو اس کے خلاف جمع ہو رہے تھے۔

یہ چار طریقے ہیں جن میں تقدیر خاص اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اسباب کے ذریعہ ہی سے تقدیر عام کو ٹلایا جاتا ہے اور اسباب نظر بھی آتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

جو اس کوشش میں مصروف ہیں کہ وہ آئندہ ڈائریکٹر جنرل بن جائیں وہ عالمی تنظیم صحت کی موجودہ پالیسیوں کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ اور اس لئے وہ انتظامیہ کے ساتھ چلنا اپنے لئے دشوار پائیں گے۔ لیکن ناکاجیما کے مخالف کہتے ہیں کہ یہ دراصل ان کی عادت کا ایک حصہ ہے اور اسکے ساتھ ہی انتظامیہ کی غلطیوں کا بھی ایک نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر عبدالمومن الجیریا کے رہنے والے ہیں۔ اور ان کی عمر ۵۵ سال ہے اور وہ الجیئرز یونیورسٹی میں میڈیسن کے پروفیسر ہیں۔ ان کا سیاسی قد تیسری دنیا میں خاصی سرعت سے بڑھا ہے۔ اس سال کے شروع میں الجیریا نے انہیں اگلے سال کے لئے منتخب کیا تھا کہ وہ ناکاجیما کی جگہ لیں۔ کہتے ہیں کہ ناکاجیما نے اپنے لئے جو کانٹے بوئے ہیں وہ بھی ان کی آئندہ الیکشن میں ہار کا باعث بنیں گے۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

کر اس کی حوصلہ افزائی کرتے اور مبارکباد دیتے تھے۔ جہانگیر خاں ایک اوور میں تین وکٹیں لے چکے تھے۔ درمیانی وقفہ میں پرنسپل غنی نے بھی انہیں بلایا۔ تھپکی دی اور کہا۔ "شاباش! میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اب اگلے اوور میں سات وکٹیں لیں"۔ چھ گیندوں کے ایک اوور میں سات وکٹیں لینا کی خواہش تلقین یا حکم ایک سادہ اور معصوم پرنسپل ہی دے سکتا تھا۔ ایسا جسے کرکٹ کی مبادیات کا بھی علم نہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ ۱۵ ستمبر کل سہ پہر بادل گھر آنے کے بعد بارش ہو گئی۔ جس سے موسم سرد ہو گیا۔ آج صبح سے دھوپ نکلی ہوئی ہے۔

○ سیلاب کا پانی تباہی مچاتا ہوا اب ضلع ملتان کی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔ صورتحال سے نمٹنے کے لئے احتیاطی اقدامات کر لئے گئے لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل ہونے کی ہدایت کر دی گئی۔

○ شجاع آباد اور جلال پور پیر والا زیر آب آ گیا ہے۔ احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ ۱۰ سے ۱۲ فٹ پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ مظفر گڑھ کے نواحی دیہات میں سیلاب سے تباہی مچ گئی ہے۔

○ جھنگ کے ۱۵۰ دیہات میں کھمبوں، درختوں اور چھتوں پر چڑھے ہوئے لوگ بے یار و مددگار موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ گذشتہ چار روز سے یہاں کوئی امداد نہیں پہنچی۔ ضلع جھنگ کے ۵۰۰ دیہات زیر آب آ چکے ہیں جن میں سے متعدد دیہات بالکل صاف ہو گئے ہیں۔ تریموں کے رائٹ مارجنل بند کو توڑنے سے ۱۵۰ دیہات میں ۱۰ سے ۱۲ فٹ پانی کھڑا ہے۔

○ گڑھی حبیب اللہ بالاکوٹ روڈ پر مسّہ گاؤں کے ۹ افراد پانی میں گھر گئے اور سولہ گھنٹے تک زندگی کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ سولہ گھنٹے کے بعد دریائے کنہار کا سیلابی ریلا ان سب کو بہا کر لے گیا۔

○ محکمہ موسمیات نے بتایا ہے کہ مون سون کا سیزن ایک دو روز میں ختم ہو جائے گا۔

سیلاب کا ریلا صوبہ سندھ میں داخل ہونے کی اطلاعوں کے ساتھ ہی دریائے سندھ کے کنارے آباد شہروں اور دیہاتوں میں شدید خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ کچے کے لاکھوں باشندوں نے نقل مکانی شروع کر دی ہے صوبے کے تینوں بیراجوں اور نہروں میں ۱۲ لاکھ کیوسک سے زیادہ پانی کی گنجائش نہیں ہے۔ آئندہ دو دنوں میں یہاں سے گذرنے والا ریلا تباہی مچا کر رکھ دے گا۔ بڑے جاگیرداروں نے کچے میں اپنے بنگلے بند کر دیئے ہیں پولیس تھانوں کو بھی پکے میں منتقل کرنے کی ہدایات دے دی گئی ہیں۔

○ متوقع سیلاب کے باعث لاڑکانہ اور سکھر میں ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ پنجاب سے ۱۶ لاکھ کیوسک پانی کا ریلا جمعرات کو گدو پہنچے گا جبکہ گدو بیراج سے پانی کے اخراج کی گنجائش ۱۲ لاکھ کیوسک ہے صورتحال سے مقابلے کے لئے پولیس اور سول ملازمین کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ پانی کی مقدار ۲۳ لاکھ کیوسک تک بھی ہو سکتی ہے۔

○ ایک ارب روپے (۲۰ ملین ڈالر) کی لاگت سے خریدے جانے والے جہاز کو وزیر اعظم کے استعمال میں لے آیا گیا ہے۔ اس کا سودا ۲۱ دن کی ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا۔

○ ضلع سرگودھا میں پانی کا نیا ریلا آنے سے حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔ سیال شریف اور ساہیوال ضلع سرگودہا بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔

○ بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے بھارتی خفیہ ادارے 'را' کا تیرہ رکنی دستہ اسرائیل پہنچ گیا ہے 'را' کے اس اعلیٰ سطحی اور خصوصی کمانڈو دستے کو اسرائیل کی خفیہ ایجنسی 'موساد' پاکستانی ایٹمی تنصیبات کے مرکز کے ماڈل اور جغرافیائی محل وقوع کے حوالے سے بطور خاص تربیت دے گی۔

○ تھائی لینڈ میں جمہوریت کی تحریک چلانے والی جماعتیں عام انتخابات میں شکست کھا گئیں۔

○ بنگلہ دیش میں حزب اختلاف کی پارٹی کے دفتر پر چھاپہ مارا گیا جہاں سے اسلحہ اور گولہ بارود برآمد ہوا۔ وزیر اعظم خالدہ ضیاء نے وزراء اور پارٹی لیڈروں کو کارروائی میں مداخلت کرنے سے روک دیا۔

○ فلپائن کے صدر مسٹر راموس نے اپنے ملک کی افسر شاہی کی اکثریت کو نااہل سست اور بدعنوان قرار دیا ہے

بلڈ پریشر کی خالص یونانی دوا
قیمتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ اور سنتھیٹک کیمیاوی اجزاء سے پاک
تسکین کیپسولز
احمد یونانی دواخانہ
رحمت بازار - ربوہ

بقیہ: صہ ۲ سے آگے

یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں یہ اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ سکینہ بی بی بیوہ محمد حسین ساکن گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ طاہر احمد پسر موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمود احمد پسر موصیہ۔

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
فون: ۶۴۳/۵۵۰
عبد المنان ناصر ولد میاں عبد السلام صاحب

مکان کرایہ کیلئے خالی ہے
ایک مکان مشتمل بر دو چھوٹے کمرے۔ ایک بڑا کمرہ۔ برآمدہ۔ باورچی خانہ۔ دو طرفہ صحن۔ مع نلکا۔ فلش لیٹرین و بجلی۔ بر رقبہ ایک کنال واقع محلہ دار العلوم جنوبی (ڈگری کالج سے عین سامنے مشرق کی طرف) کرایہ کیلئے خالی ہے۔ ضرورت منداحباب دفتر آبادی تحریک جدید۔ ربوہ سے رابطہ بالمشافہ طور پر کریں۔

جدید ہومیوپیتھی
کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (B) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں — مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔
کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۲۱

مکان کرایہ کیلئے خالی ہے
ایک نیا کوٹھی نما مکان "بیت السلطان" نمبر A ۶/۳۷ فیکٹری ایریا ربوہ کرایہ کے لئے خالی ہے جس کے دو مکمل علیحدہ علیحدہ حصے ہیں۔ سوئی گیس و پانی موجود ہے۔ کرایہ ایک ہزار۔ پورا مکان لازماً ایک شخص ہی لے سکتا ہے۔ چوہدری سلطان علی کمرہ نمبر ۴۸ دار الضیافت۔ ربوہ یا مکان نمبر B ۶/۳۷ فیکٹری ایریا۔ ربوہ

پتہ